رجوع نامہ قبول نہی یعنی توبہ کا دروازہ بند؟

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

حضرت مولانا محمد سعد صاحب دامت فیوضہم کے قضیے کے تعلق سے دار لعلوم دیوبند کی جانب سے تیسرے تفصیلی رجوع نامے کی تفصیلی تحریر آنے کے بعد تحریر میں موجود حضرت موسی علیہ السلام کے واقعے کے متعلق بغیر کسی تاویل کے رجوع اور اعلان کا حکم تھا۔ چنانچہ 31 جنوری بروز منگل کو حضرت مہتمم صاحب مد ظلہ کی تحریر نظام الدین پہونچی مولانا سعد صاحب مد ظلہ نے بلا کسی تاخیر اور حکم کے مطابق بغیر کسی تاویل کے چو تھا رجوع نامہ بدست مفتی ریاست صاحب شکارپوری حافظ مسعود اور مفتی محمود صاحب بلند شہری مد ظلہم، حضرت مہتمم صاحب کی خدمت میں ارسال فرمایا۔ یہ حضرات پہونچ کر ایک گھنٹے تک حضرت مہتمم صاحب کی خدمت میں منتیں کرتے رہے لیکن افسوس حضرت مہتمم صاحب مد ظلہ نے سرے سے ہاتھ لگانے سے بھی انکار کر دیا۔

پہلے رجوع نامے سے مطمئن نہی ہوے دوسرے سے بھی مطمئن نہی ہوے تیسرے سے تحریر میں موجود الفاظ (جسکے تمام مشمولات اور تفصیلات سے اگرچہ اتفاق نہی کیا جاسکتا) ظاہر ہے کہ مکمل اطمینان اب بھی نہی ہوا لیکن دیر سے ہی سہی تحریر بھیجی اسلئے کہ بنگلہ دیش اجتماع سے دو روز قبل بطور رسید تفصیلی بھیجنے کا وعدہ کیا گیا تھا جسکو شائع کرنے کی اجازت بہی حضرت مہتمم صاحب مد ظلہ سے لی گئی تھی۔

خیر

آیئے اب غور کیجیے پہلے موقف کے اظہار میں تعجیل اور دوسری تحریر کے اظہار میں تاخیر کے سلسلے میں پہلا رجوع نامہ پہونچا غیر اطمینانی کا علم ہوا فورا دوسرا رجوع نامہ بھیجا گیا ابھی دوسرا وفد نہی پہونچا تھا حالانکہ آمد کا علم تھا پہونچنے اُس سے قبل اپنے موقف کو دنیا کے سامنے لا کر پیش کر دیا گیا۔

ہم پھر سوال کرتے ہیں اپنے اکابرین سے اور ایک بار نہی ہزار بار کرینگے کیونکہ آپ ہمارے ہی ہیں آخر اتنی عجلت کیوں کی گئی؟

کیا تمام مفتیان کرام کو رجوع نامہ دکھایا گیا تھا؟

کیا تمام مفتیان کرام نے بخوشی دستخط کئے تھے؟

اتنی عجلت اپنوں کے ساتھ کیوں کی گئی؟

کیا نظام الدین کا تعلق اہل سنت والجماعت میں سے نہی ہے؟

پھر حضرت شیخ الحدیث صاحب مد ظلہ کی آڈیو (کہ انکا مرکز الگ انکی تفسیریں الگ انکی شرحیں الگ انکے جو من میں آے تفسیری کریں تشریحیں کریں وہ اکابر دیوبند کے پابند نہی ہیں) کیا۔ مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کے زمانے سے آج تک ایسی کوئی نظیر ملی ہے؟

اگر ہو تو بصد ادب درخواست ہے پیش کی جاے۔

کون سے ایسے عناصر اس عجلت میں شامل تھے؟

اور پھر سمبھل کے اجتماع میں دستخط کرنے والوں میں سے دو مفتیان کرام دارالعلوم سے تشریف لاے اگر سارے مفتیان کرام نے متفقہ طور پر برضا دستخط کی تھی تو یہ حضرات کیوں آے؟

انکو روکا کیوں نہی گیا؟

اگر جانے کے بعد علم ہوا تو اہتمام کی جانب سے ایک آڈیو کے حوالے سے ان حضرات کو نوٹس دینے کو کہا گیا تھا نوٹس کیوں نہی دی گئی؟
کیا پہلی مرتبہ شرکت پر نظر اندازی رحم وکرم کا معاملہ کیا گیا؟(حالانکہ ایسا نہی ہے)غالبا انتشار میں اضافے کا علم یعنی استعفاء وغیرہ کے خوف سے چشم پوشی کی گئی۔
اگر ان حضرات کے ساتھ عفو کا معاملہ کیا گیا تو حضرت مولانا سعد صاحب مدظلہ کے پہلے رجوع نامے کے بعد بے صبری کیوں کی گئی؟
اسی طرح مشائخ مرادآباد، امروہہ بھی پہونچے مفتی شبیر صاحب مدظلہ مفتی محمد سلمان صاحب مدظلہ مفتی عفان صاحب دامت فیوضہم بھی سمبھل پہونچے یہ تین دارالعلوم کی سب سے مضبوط شاخوں کی مایہ ناز ہستیاں ہیں۔اگر یہ حضرات دارالعلوم کے موقف سے متفق ہوتے تو ہر گز اجتماع میں شریک نہ ہوتے۔ان بزرگوں کی شرکت سے یہ استدلال(کہ اجتماع میں شرکت کیلئے گئے تھے)باطل ہے اور اپنا بچاو کرنے کیلئے ہے۔اسلیے کہ اس سے قبل کبھی یہ حضرات اتنے علانیہ پیمانے پر اور اتنے اہتمام کے ساتھ کسی اجتماع میں شریک نہی ہوئے۔
کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر متفق نہی ہیں تو خاموش کیوں ہیں یہ انتہائی جہالت بھری سوچ ہے۔باپ سے کوئی چوک ہوتی ہے یا کرائی جاتی ہے تو بیٹا اعلان نہی کرتا ہے دانا ہمیشہ اپنا عمل پیش کرتا ہے۔
جب دوسرا رجوع نامہ پہونچا اس پر بھی کوئی اطمینان نہی ہوا نہ ہی کوئی تحریر جاری کی گئی؟
تیسرے رجوع نامے پر کچھ اطمینان ہوا اور میٹنگ کے بغیر رسید دیدی گئی۔
10 جنوری کو جب وفد پہونچا تو میٹینگ ہو رہی تھی منظر نامہ کچھ 9 جنوری کے برعکس تھا۔
مہمان کوئی بھی ہو مہمان ہوتا ہے 10 جنوری کو ایسی ضیافت کی گئی کہ جسکا ذکر تعلیم نبوت میں کہیں نہی ملتا۔
خیر مایوسی کے ساتھ وفد 2 بجے رات نظام الدین لوٹا۔
پھر مسلسل کئی میٹنگیں ہوئیں دارالعلوم کے ایک بڑے استاد حدیث کے مطابق پہلے ہی ہفتے میں تحریر تیار ہو گئی اور ایک دو روز میں جانے کی اطلاع بھی مل گئی۔
پھر مسلسل ایک بڑے عہدے پر فائز دارالعلوم کے استاد حدیث سے مسلسل رابطے کرنے کے بعد علم ہوا کہ اساتذہ کے دستخط ہو رہے ہیں پھر علم ہوا کہ ملاحظے میں ہے۔
خیر 22 دن کی طویل مدت گزر گئی تحریر نظام الدین بھیجی گئی اور آڈیو کے حوالے سے کہا گیا اگر وہ انٹرنیٹ پر نہی ڈالتے تو ہم ڈالینگے ان دنوں میں چند حضرات علی گڑھ سے بہار سے دیوبند پہونچے کہ کسی طرح رجوع نامہ واپس نہ ہو۔
اور اسی وقت بینگلور کے اندر مولانا اکبر شریف نے تو انتہا کر دی علماء کو جمع کر کے اعلان ہی نہی بلکہ پی ڈی ایف میں واٹسپ پر تحریر بھی دوڑادی جسکا موضوع تھا(علماء بینگلور کا دارالعلوم دیوبند سے ٹکراو)
یعنی اگر رجوع نامہ واپس لیا گیا تو ہم دارالعلوم سے ٹکرا جائینگے یہ جرات بینگلور والوں میں کہاں سے آئی؟
رجوع نامہ واپس لینے نہ لینے کا ان سے کیا تعلق؟
ان کی یہ جرأت قابل مذمت عمل ہے۔ذہن اس طرف جاتا ہے کہ کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے کیونکہ بھائی فاروق بینگلور سے گھنٹوں گھنٹوں باتیں کرنے والا انکا ایجینٹ مصعب علی گڑھی تو دارالعلوم میں بیٹھا ہی ہے۔جو اکابر کے ذہن کو بگاڑنے میں مہارتِ تامہ رکھتا ہے جسکو

منامات مکاشفات پر مکمل دسترس حاصل ہے اگر امام المنامات کہا جاے تو مبالغہ نہی ہو گا یہ وہ ناسور ہے جب تک دارالعلوم میں رہیگا اپنی چرب زبانی سے کوئی نہ کوئی زہر ہلاہل چھڑکتا رہیگا۔

خیر آیئے اصل موضوع پر 22 دن کے بعد تحریر آگئی تحریر میں تھا کیا آپ حضرات نے پڑھ لیا ہو گا چند اقتباسات ملاحظہ فرمایئے۔

(لہذا 10 ربیع الثانی کو مولانا سعد صاحب کی ایک تحریر موصول ہوئی ہے جس کے تمام مشمولات اور تفصیلات سے اگرچہ اتفاق نہی کیا جاسکتا) یعنی تیسرا رجوع نامہ بہی مکمل مقبول نہی ہوا۔

(دارلعلوم نے جن قابل اشکال باتوں پر اپنا متفقہ موقف ظاہر کیا تھا وہ واپس نہی لیا گیا ہے وہ موقف اپنی جگہ پر قائم ہے)

(لیکن مولانا نے اپنی تحریر میں چونکہ فی الجملہ رجوع کرتے ہوے آئندہ ان باتوں سے پرہیز کرنے کی یقین دھانی کرائی ہے اس لیے اس پر اعتماد کرتے ہوے توقع کرتے ہیں)

دونوں اقتباسات پڑھ کر آپ خود اندازہ لگائیں،

اب آگے دیکھیے دستخط سے اوپر یعنی آخری لائن میں لکھتے ہیں کہ (لہذا حضرت موسی علیہ السلام کے سلسلہ میں مولانا سعد صاحب اپنے تمام بیانات سے بلا تاویل وتوجیہ رجوع کریں اور اسکا اعلان کریں۔)

اس آخری پیراگراف میں حکم اور منشا کے مطابق جب چوتھا رجوع نامہ بدست مفتی ریاست صاحب شکارپوری مدظلہ ،حافظ مسعود صاحب برادر خورد مفتی محمود صاحب بلند شہری مفتی دارالعلوم حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی خدمت میں تحریر پہونچنے کے دوروز کے بعد بھیجا گیا تو حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے ہاتھ لگانے سے بھی انکار کر دیا ایک گھنٹے تک یہ دونوں حضرات منتیں کرتے رہے لیکن مایوسی ہوئی آخر میں چند علیا کے اساتذہ کو فوٹو کاپی کر کے دیدیا گیا۔

اب سوال یہ ہیکہ آخر یہ رجوع نامہ کیوں نہی قبول کیا گیا؟

اگر معاملے کو طول دینے کی وجہ سے نہی لیا گیا تو اسکا ذکر پہلی تحریر میں کیوں نہی کیا گیا (کہ طوالت کے اندیشے سے ہم آپکے دوسرے رجوع نامے کے پہونچنے سے قبل ہی اپنا موقف واضح کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔)

اور دوسری میں یہ کیوں نہی لکھا گیا کہ (اب آپکا کوئی رجوع نامہ نہی قبول ہو گا رجوع کرنا ہے تو عوام میں کیجیے جبکہ اسکے برعکس صاف لفظوں میں آپ ہی کی تحریر میں رجوع اور اعلان الگ الگ لفظوں میں موجود ہے)

آپ ہی کے حکم کے مطابق یہ عمل کیا گیا تھا تو آپ نے کیوں قبول نہی کیا گویا کہ مولانا سعد صاحب مدظلہ کے لئے معافی کا دروازہ ہی آپ نے بند کر دیا؟

ہم پوچھنا چاہتے ہیں ایسا کیوں کیا گیا؟

کیا مولانا سعد صاحب مدظلہ سے ایسی توقع آپ حضرات کو نہی تھی کہ وہ رجوع کرتے ہی رہینگے ؟

کیا خاکم بدہن یہ اندیشہ تھا کہ کبھی نہ کبھی سینہ سپر ہو کر مقابل میں آکھڑے ہونگے ؟

ہم کیسے اعتماد کریں کیونکہ ہمارے پاس ایسے بہت سارے شواہد موجود ہیں جو ہمارے اعتماد کی قوت کو کم کر رہے ہیں۔ کونکہ مرکز سے نکلے ہو ئے حضرات کا دارالعلوم اور مظاہر العلوم کے چند اکابر سے مسلسل ربط اور اکابر کے حکم پر میرٹھ وغیرہ میں بغیر مشورے کے اجتماع اور اسمیں خفیہ شرکت اور بہت ساری چیزیں ہمارے اذہان کو مسلسل مجبور کر رہی ہیں کہ کہیں نہ کہیں کچھ معاملہ ہے۔

اگر یہ اندیشہ نہی تھا تو پھر آخر ایسا کیوں کیا گیا؟

دعوت سے لگے ہوے اور نہ لگے ہوے ہر شخص کی زبان زد آج یہ سوالات ہیں۔

کیا موقف کی واپسی میں دارالعلوم کا وقار مجروح ہو جائیگا؟

ہر گز نہی یاد رکھیے وقار ان لوگوں کا مجروح ہو گا جو اس عمل میں شامل ہیں۔

خیر اب عوام وخواص سب یہ بات سمجھ چکے ہیں حقیقت آشکارا ہو چکی ہے کہ اتنے رجوع ناموں کے بعد آخر تشفی کیوں نہی ہوئی اور موقف واپس کیوں نہی لیا گیا ۔

کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے ۔

مرید سادہ تو رو رو کے ہو گیا تائب

خدا کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق

والسلام مع الاحترام

یکے از بلبلان تبلیغ

عشخ